# از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 اپریل 1965

## پانڈورنگ دھونی چوگل

## بنام

## ماروتی ہری جادھو

**[پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، کے این وانچو، جے سی شاہ، جے آر مدھولکر اور**

**ایس ایم سیکری، جسٹسز]**

**ضابطہ اخلاق دیوانی، 1908 (5، سال 1908)، دفعہ 115-ہائی کورٹ کا نظر ثانی کا دائرہ اختیار-ٹیسٹ-دستاویز کی تعمیر- قانون کا سوال جب دائرہ اختیار استعمال کیا جا سکتا ہے۔**

مدعاعلیہان کے پیشروؤں کی جانب سے درخواست گزاروں کے پیشروؤں کے حق میں گروی رکھنے پر دائر کیے گئے ایک مقدمے میں ایک ڈگری جاری کیا گیا تھا جس میں مدعاعلیہان کے پیشروؤں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ درخواست گزار کے پیشروؤں کو مقررہ وقت کے اندر ایک مخصوص رقم ادا کریں اور رہن کی جائیداد کا قبضہ بحال کریں اور مقررہ وقت کے اندر ادائیگی میں ناکامی کی صورت میں انہیں رہائی کا حق کھو دیا جائے گا۔ ہر وقت کے لئے. جواب دہندگان کے مطابق یہ رقم ادا نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود، فریقین کے درمیان تعلقات راہن اور گروی رکھنے کے برابر جارہا۔ لہذا مدعاعلیہان نے قرض کے تصفیے کے لئے بمبئی زرعی قرض دہندگان ریلیف ایکٹ کے تحت ایک درخواست دائر کی۔ درخواست گزاروں نے ڈگری کے تحت واجب الادا قرض کے تصفیے کے لئے بھی درخواست دائر کی۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے، انہوں نے یہ واضح کیا کہ وہ احتیاط کے طور پر اور اپنی دلیلوں پر تعصب کے بغیر درخواست

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دے رہے ہیں کہ واپسی کی مساوات ختم ہو گئی ہے اور فریقین اب قرض خواہ اور مقروض کے تعلقات میں کھڑے نہیں ہیں. ٹرائل کورٹ نے درخواست گزاروں کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ گروی رکھ دیا گیا ہے اور کہا کہ رہائی کی مساوات اب بھی مدعاعلیہان کے پاس ہے۔ لیکن چونکہ جواب دہندگان کی درخواست کو وقت کے ساتھ روک دیا گیا تھا، لہذا اس نے جواب دہندگان کی درخواست مسترد کر دی۔ اپیل پر ضلعی عدالت نے کہا کہ یہ ڈگری ایک جامع ڈگری ہے اور مدعاعلیہان پر مقررہ وقت کے اندر رقم ادا کرنے میں ناکامی پر اس میں موجود واضح شرائط کی بنیاد پر گروی رکھنے کا ان کا حق ختم کر دیا گیا اور مدعاعلیہان کی اپیل مسترد کر دی گئی۔ ضابطہ اخلاق دیوانی کی دفعہ 115 کے تحت نظر ثانی پر ہائی کورٹ نے اس ڈگری کو ابتدائی ڈگری کے طور پر لیا اور پایا کہ رہائی کی مساوات کو ختم کرنے کی شق نے ابتدائی ڈگری کے طور پر اس کے بنیادی کردار کو متاثر نہیں کیا اور قانون کے مطابق فریقین کے درمیان قرض دہندہ اور مقروض کے تعلقات کو ختم نہیں کیا۔ اس عدالت میں دائر اپیل میں درخواست گزاروں نے دلیل دی کہ ضلعی عدالت کے فیصلے کو پلٹتے ہوئے ہائی کورٹ نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے تحت اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا۔

حکم ہوا کہ :- یہ تنازعہ اچھی طرح سے قائم کیا گیا تھا اور اسے برقرار رکھا جانا چاہئے۔

[106H]

دفعہ 115 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے وہ ہائی کورٹ کو حقائق کی غلطیوں کو درست کرنے کا مجاز نہیں ہے، تاہم وہ سنگین ہو سکتی ہیں، یا یہاں تک کہ قانون کی غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں، جب تک کہ مذکورہ غلطیوں کا تنازعہ کو چلانے کے لئے عدالت کے دائرہ اختیار سے تعلق نہ ہو۔ ہائی کورٹ کی جانب سے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے دفعہ 115 کی شق (a)(b) اور (c) میں جو شرط درج کیے گئے ہیں، وہ یہ ہیں کہ کیا قانونی شق کی مبینہ غلط تشکیل کا دائرہ اختیار کے مفروضے سے تعلق ہے؟ یا دائرہ اختیار کو استعمال کرنے میں غلطی سے ناکامی؛ یا ماتحت عدالت کی طرف سے غیر قانونی طور پر یا مادی بے قاعدگی کے ساتھ دائرہ اختیار کا استعمال۔

یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ عدلیہ کی حدود یا منصوبہ بندی کی درخواست قانون کی ایک درخواست ہے جو کارروائی کی کوشش کرنے والی عدالت کے دائرہ اختیار سے متعلق ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ماتحت عدالتوں کی جانب سے قانون کے ان سوالات کا فیصلہ کرنے میں کی جانے والی غلطیوں کے درمیان فرق کیا جانا چاہیے جن کا تعلق مذکورہ عدالت کے دائرہ اختیار کے سوالات سے ہے یا جن کا تعلق قانون کی غلطیوں سے ہے جن کا ایسا کوئی تعلق یا رابطہ نہیں ہے۔ اس پوزیشن کے بارے میں عام اصول وضع کرنا ناپسندیدہ اور نامناسب ہے، [107 A-E; 108 D-E]

منیندرا لینڈ اینڈ بلڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بمقابلہ بھوت ناتھ بنرجی و دیگران، 1964 A.I.R 1336 S.C اور وورا عباس بھائی علی محمد بمقابلہ حاجی غلامنابی حاجی صفی بھائی، 1964 A.I.R 1341 S.C۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عنوان کی دستاویز کی تعمیر قانون کا ایک نقطہ ہے۔ اس کے باوجود اسے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے تحت ہائی کورٹس کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے استعمال کا جواز پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کا عدالت کے دائرہ اختیار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیگر معاملات کی طرح جو قرضوں کے تصفیے کے سوال کا تعین کرنے میں متعلقہ اور مادی ہیں، قرض کی موجودگی کے بارے میں سوال ان عدالتوں کے تعین پر چھوڑ دیا گیا ہے جو ایکٹ کی دفعات کو چلانے کے مجاز ہیں۔ اور یہاں تک کہ اس طرح کے سوالات سے نمٹنے میں، ٹرائل کورٹ یا ڈسٹرکٹ کورٹ قانون کی غلطی کا ارتکاب کرتی ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ قانون کی اس طرح کی غلطی میں لازمی طور پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے معنی کے اندر مذکورہ عدالت کے دائرہ اختیار کا سوال شامل ہو گا۔[108H-109C]

OBITER: جب مقننہ سماجی و اقتصادی معاملات سے متعلق ایکٹ منظور کرتی ہے، یا سیلز ٹیکس لگانے کی شقیں بناتی ہے، تو یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ اس طرح کی قانون سازی کی عملی شقیں تعمیرات کے مشکل مسائل پیش کرتی ہیں۔ اور جیسا کہ بعض اوقات، زیر بحث قانون ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست کا اہتمام کرتا ہے یا اس کا حوالہ دینے کا اختیار دیتا ہے، ایسے معاملوں میں، ہائی کورٹ بلاشبہ متعلقہ دفعات کی تعمیر سے پیدا ہونے والے مسائل سے قانون میں موجود مادی دفعات کے ذریعہ تفویض کردہ دائرہ اختیار کی حد کے مطابق نمٹے گا۔ تاہم، بعض اوقات، ایسی کوئی مخصوص شق نہیں کی جاتی ہے، اور اس طرح کے قانون کی دفعات کی تعمیر کے سلسلے میں اٹھایا گیا سوال کوڈ کی دفعہ 115 کے تحت اس کے عمومی نظر ثانی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے دائرہ اختیار کے تحت ہائی کورٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس قسم کے معاملوں میں ہائی کورٹ کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کو مذکورہ دفعہ کے ذریعہ مقرر کردہ حدود کے مطابق استعمال کرنا ہو گا۔[107 E-H]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 163، سال 1963۔

بمبئی ہائی کورٹ کے 31 اکتوبر 1960 کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کے ذریعے دیوانی نظر ثانی درخواست نمبری 2131، سال 1957 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندگان کی طرف سے ایس پی سنہا اور ایم آئی کھوجا۔

جواب دہندگان کی طرف سے سی بی اگروال اور اے جی پتراپارکھی۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس گجیندر گڈکر نے سنایا۔

گجیندر گڈکر، چیف جسٹس۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل بمبئی زرعی قرض دہندگان ریلیف ایکٹ، 1939 (نمبر 28، سال 1939) کی دفعات کے تحت شروع کی گئی کارروائی سے پیدا ہوتی ہے (اس کے بعد اسے 'ایکٹ' کہا جاتا ہے)۔ جواب دہندگان ماروتی ہری جادھو و دیگراں نے 26 مئی، 1949 کو کراڈ کی B.A.D.R عدالت میں درخواست گزاروں، پانڈورنگ دھونڈی چوگولے و دیگراں کو مبینہ طور پر واجب الادا قرض کے تصفیے کے لیے عرضی دائر کی تھی۔ ان کا مقدمہ یہ تھا کہ مذکورہ قرض ان کے دادا کی جانب سے 29 اگست 1881 کو درخواست گزاروں کے دادا کے حق میں کیے گئے مورگیج ڈیڈ کے تحت واجب الادا تھا، اس گروی رکھنے کے سابق ریاست اودھ کے کپل میں واقع چھ زرعی زمینوں کو 575 روپے کی رقم کے لیے گروی رکھ دیا گیا تھا۔ 1908 میں مدعا علیہان کے پیش رووں نے کپل میں سب جج کی عدالت (دیوانی مقدمہ نمبر 28، سال 1908-09) میں اس گروی رکھنے پر مقدمہ دائر کیا۔ تاہم، یہ مقدمہ ایک نیا مقدمہ دائر کرنے کی آزادی کے ساتھ واپس لے لیا گیا تھا۔ اس کے بعد اسی عدالت میں مدعا علیہان کی طرف سے ایک اور مقدمہ دائر کیا گیا جس میں رہن کی واپسی (نمبر 102، سال 1932-33) کا مطالبہ کیا گیا۔ 2 ستمبر 1936ء کو مذکورہ مقدمے میں ایک ڈگری جاری کیا گیا۔ جواب دہندگان کے مطابق، ڈگری میں انہیں ہدایت دی گئی ہے کہ وہ جس تاریخ کو یہ رقم نکالی گئی تھی اس سے چھ ماہ کے اندر 3,677-12-6 روپے ادا کریں، لیکن مذکورہ رقم ادا نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود، فریقین کے درمیان

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تعلقات راہن اور رہن داروں کے درمیان رہے، اور اس طرح، وہ زیر بحث قرض کے تصفیے کا دعوی کرنے کے حقدار تھے. مدعاعلیہان نے یہ بھی استدعا کی کہ مذکورہ مقدمے میں جو ڈگری جاری کیا گیا ہے وہ ابتدائی ڈگری کی نوعیت کا ہے، اور اگرچہ درخواست گزار اس کی طرف سے مقرر کردہ چھ ماہ کی مدت ختم ہونے کے بعد مذکورہ ڈگری کو حتمی بنانے کے لئے درخواست دینے کے حقدار ہیں، لیکن انہوں نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی اور رہن قرض، لہذا، ادائیگی نہیں کی جاتی ہے اور جواب دہندگان میں رقوم کی واپسی کی برابری کو بڑھایا نہیں جاتا ہے. مختصرا یہ اس دعوے کی نوعیت ہے جو مدعاعلیہان نے درخواست گزاروں کو دیے گئے اپنے قرض کے تصفیے کے لیے ایکٹ کے تحت دائر کی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاست اودھ سابقہ ریاست بمبئی میں ضم ہوگئی اور اس کے بعد اس ایکٹ کو مذکورہ ریاست تک بڑھا دیا گیا۔ اس طرح مدعاعلیہان نے ایکٹ کی دفعات کے تحت موجودہ کارروائی کا آغاز کیا اور اس طرح ریاست اودھ تک توسیع کی۔

درخواست گزاروں نے جوائنٹ سول جج کراد کی عدالت میں مقدمہ نمبر 1932-102/33 میں ڈگری کے تحت واجب الادا قرض کے تصفیے کے لئے بھی درخواست دی۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے، انہوں نے یہ بالکل واضح کر دیا کہ وہ احتیاط کے طور پر درخواست دے رہے ہیں اور ان کی دلیل پر کوئی تعصب نہیں کر رہے ہیں کہ واپسی کی مساوات ختم ہو گئی ہے اور فریقین اب قرض خواہ اور مقروض کے تعلقات میں کھڑے نہیں ہیں. درحقیقت درخواست گزاروں نے پہلی بار 19 مئی 1949 کو درخواست دی تھی اور اس کے بعد مدعاعلیہان نے 26 مئی 1949 کو اپنی درخواست دائر کی تھی۔ سماعت کے مقصد کے لئے، ٹرائل کورٹ کی طرف سے ان دونوں درخواستوں کو یکجا کیا گیا تھا.

ان کارروائیوں کی سماعت کے دوران اپیل کنندگان نے کئی اعتراضات اٹھائے۔ انہوں نے زور دیا کہ گروی رکھنے کا کام ختم کر دیا گیا ہے اور اس لیے مدعاعلیہان قرض کے تصفیے کا دعویٰ کرنے کے حقدار نہیں ہیں اور انہوں نے یہ بھی دلیل دی کہ مدعاعلیہان کی جانب سے کی گئی درخواست کو وقت پر روک دیا گیا تھا۔ ٹرائل جج نے اپیل کنندگان کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ گروی رکھ دی گئی ہے، اور کہا کہ رہائی کی مساوات اب بھی مدعاعلیہان کے پاس ہے۔ تاہم،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انہوں نے پایا کہ جواب دہندگان کی قرض کے تصفیے کی درخواست کو وقت پر روک دیا گیا تھا۔ نتیجے میں، مدعاعلیہان ناکام ہوگئے اور ان کی درخواست مسترد کردی گئی۔

اس کے بعد یہ معاملہ نارتھ ستارا کی ضلع عدالت میں اپیل میں چلا گیا۔ اپیلیٹ کورٹ نے کہا کہ مقدمہ نمبری 102، سال 1932-33 کی ڈگری ایک حتمی ڈگری کے مترادف ہے جس میں اس حقیقت کے پیش نظر کہ وہ اس کی طرف سے مقرر کردہ وقت کے اندر ڈیکریٹل کی رقم ادا کرنے میں ناکام رہے تھے، راہن کی جائیداد کو واپس کرنے کے حق کو قطعی طور پر ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ اس نے ٹرائل کورٹ کے اس نقطہ نظر سے بھی اتفاق کیا کہ مدعاعلیہان کی درخواست کو حد کے ذریعہ روک دیا گیا تھا۔ نتیجے میں مدعاعلیہان کی جانب سے ترجیح دی گئی اپیل مسترد کردی گئی۔

اس کے بعد یہ تنازعہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے تحت اپنے نظر ثانی کے دائرہ اختیار میں بمبئی ہائی کورٹ تک پہنچ گیا۔ ہائی کورٹ کے سامنے اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ ضابطہ اخلاق دیوانی متعلقہ وقت میں ریاست اودھ پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مصالحتی فیصلے کے ذریعے ہائی کورٹ نے اس معاملے کی سماعت ٹرائل کورٹ کو سونپ دی اور ہدایت دی کہ آیا اس معاملے پر مقدمہ چلایا جانا چاہیے کہ آیا متعلقہ وقت میں ریاست اودھ پر ضابطہ اخلاق دیوانی لاگو ہوتا ہے یا نہیں۔ ریمانڈ پر ٹرائل کورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ضابطہ اخلاق دیوانی ریاست اودھ پر 1909-10 میں لاگو کیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے یہ بھی ہدایت دی تھی کہ اس معاملے پر مقدمہ چلایا جائے کہ متعلقہ وقت جائیداد پر کس کا قبضہ تھا۔ اور ٹرائل کورٹ کی طرف سے واپس کیا گیا نتیجہ یہ تھا کہ اپیل کنندگان 2 مارچ 1937 سے گروی رکھی گئی جائیداد پر رہن کے طور پر نہیں بلکہ مالکان کے طور پر قابض تھے۔

ان نتائج کو واپس کرنے کے بعد، نظر ثانی کی درخواست کو ہائی کورٹ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور اس مرحلے پر ہائی کورٹ کے سامنے جو اہم نکتہ پیش کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ کیا مدعاعلیہان کا گروی رکھنے کا حق 1932-33 میں دیوانی مقدمہ نمبری 102 میں منظور کردہ ڈگری کے ذریعے ختم ہوگیا تھا۔ ہائی کورٹ نے ضلعی عدالت سے اختلاف کیا ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ڈگری میں مدعاعلیہان کے رہن کی ادائیگی کے حق کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل عدالتوں کی جانب سے درج کردہ اس نتیجے کے بارے میں کہ مدعاعلیہان کی درخواست کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وقت پر روک دیا گیا تھا، ہائی کورٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ سوال کہ آیا درخواست ادائیگی کے لئے رہن نامہ میں متعین مدت کی میعاد ختم ہونے سے ساٹھ سال کے اندر رہے، مکمل طور پر غیر متعلقہ ہے کیونکہ مذکورہ درخواست کافی حد تک مقدمہ نمبر 102 سال 1932-33 میں منظور کردہ ڈگری کے تحت قرض کے تصفیے کے لئے ہے۔ اس معاملے کے نقطہ نظر سے، ہائی کورٹ نے مندرجہ ذیل عدالتوں کے ذریعہ جاری کردہ احکامات کو کالعدم قرار دیا ہے اور اس ہدایت کے ساتھ کارروائی ٹرائل کورٹ کو بھیج دی ہے کہ مدعاعلیہان کی طرف سے قرض کے تصفیے کے لئے کی گئی درخواست پر قانون کے مطابق مقدمہ چلایا جائے۔ یہ اس حکم کے خلاف ہے کہ اپیل گزار خصوصی اجازت کے ذریعہ اس عدالت میں آئے ہیں۔ موجودہ اپیل میں ہمارے سامنے اٹھائے گئے اعتراضات سے نمٹنے کے لئے آگے بڑھنے سے پہلے، مقدمہ نمبر102، سال1932-33 میں ڈگری کے متعلقہ حصے کا تعین کرنا آسان ہوگا۔ ڈگری کا عملی حصہ اس طرح ہے:

> "مدعی آج سے چھ ماہ کے اندر مدعاعلیہان 1 اور 2 روپے 3677-12-6 روپے ادا کریں اور گوپالا کے وارث کی حیثیت سے مقدمہ کی جائیداد کا قبضہ گروی رکھنے سے آزاد کرائیں۔ اگر مدعی مقررہ وقت کے اندر رقم ادا نہیں کرتا ہے تو، مدعی کو ہمیشہ کے لئے رہائی کا حق کھو دیا جائے گا۔"

ضلعی عدالت نے کہا ہے کہ یہ ڈگری ایک جامع ڈگری ہے اور مدعاعلیہان کی جانب سے مقررہ وقت کے اندر ڈیکریٹل کی رقم ادا کرنے میں ناکامی پر اس میں موجود واضح شرائط کی بنیاد پر گروی رکھنے کا ان کا حق ختم کر دیا جاتا ہے۔ ہائی کورٹ نے اس ڈگری کو ایک ابتدائی ڈگری کے طور پر لیا ہے اور پایا ہے کہ رہائی کی مساوات کو ختم کرنے کی شق ابتدائی ڈگری کے طور پر اس کے بنیادی کردار کو متاثر نہیں کرتی ہے اور قانونی طور پر فریقین کے درمیان قرض خواہ اور مقروض کے تعلقات کو ختم نہیں کرتی ہے۔

پہلا سوال جو موجودہ اپیل میں ہمارے فیصلے کے لئے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ہائی کورٹ نے ڈسٹرکٹ کورٹ کے اس فیصلے میں مداخلت کرنے کا جواز پیش کیا تھا کہ اس ڈگری نے مدعا علیہان کے رہن کی ادائیگی کے حق کو ختم کر دیا تھا۔ درخواست گزاروں کی طرف سے مسٹر سنہا کا کہنا ہے کہ ضلعی عدالت کے فیصلے کو پلٹتے ہوئے ہائی کورٹ نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے تحت اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے۔ ہماری رائے میں، یہ تنازعہ اچھی طرح سے قائم ہے اور اسے برقرار رکھنا ضروری ہے.

کوڈ کی دفعہ 115 کی دفعات کو کئی مواقع پر عدالتی فیصلوں کے ذریعے جانچا گیا ہے۔ دفعہ 115 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، یہ ہائی کورٹ کے لئے مجاز نہیں ہے کہ وہ حقائق کی غلطیوں کو درست کرے، چاہے وہ کتنی ہی سنگین کیوں نہ ہوں، یا یہاں تک کہ قانون کی غلطیاں بھی ہوں، جب تک کہ مذکورہ غلطیوں کا تعلق تنازعہ کو چلانے کے لئے عدالت کے دائرہ اختیار سے نہ ہو۔ جیسا کہ دفعہ 115 کی شقیں (a)، (b) اور (c) سے پتہ چلتا ہے، یہ صرف ان معاملوں میں ہے جہاں ماتحت عدالت نے قانون کے تحت تفویض کردہ دائرہ اختیار کا استعمال نہیں کیا ہے، یا اس طرح تفویض کردہ دائرہ اختیار کا استعمال کرنے میں ناکام رہا ہے، یا غیر قانونی طور پر یا مادی بے قاعدگی کے ساتھ اپنے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے میں ناکام رہا ہے، ہائی کورٹ کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کو مناسب طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ ماتحت عدالتوں کے سامنے قائم کی جانے والی کارروائیوں میں قانون کے نکات پیدا ہوسکتے ہیں جو دائرہ اختیار کے سوالات سے متعلق ہیں۔ یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ حدود کی درخواست یا عدالتی دائرہ کار کی درخواست قانون کی ایک درخواست ہے جو کارروائی کی کوشش کرنے والی عدالت کے دائرہ اختیار سے متعلق ہے۔ پارٹی کے حق میں ان درخواستوں پر فیصلہ کرنا عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر ہو جائے گا، اور اس لیے ان درخواستوں پر غلط فیصلے کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے دائرہ اختیار کے سوالوں سے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ماتحت عدالت کی جانب سے قانون کے سوال پر غلط فیصلہ جس کا اس عدالت کے دائرہ اختیار کے سوالات سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہائی کورٹ دفعہ 115 کے تحت درست نہیں کر سکتی۔

ہندوستان میں حالیہ قانون سازی کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب قانون ساز سماجی و اقتصادی معاملات سے متعلق ایکٹ منظور کرتے ہیں، یا سیلز ٹیکس عائد کرنے کی دفعات بناتے ہیں، تو یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ اس طرح کی قانون سازی کی عملی دفعات تعمیر کے مشکل مسائل پیش کرتی ہیں۔ اور اس لیے بعض اوقات یہ قانون اس طرح کے معاملوں کے سلسلے میں ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست کا اہتمام کرتا ہے یا اس کا حوالہ دینے کا اختیار دیتا ہے۔ ایسے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معاملوں میں، ہائی کورٹ بلاشبہ متعلقہ دفعات کی تعمیر سے پیدا ہونے والے مسائل سے قانون میں موجود مادی دفعات کے ذریعہ تفویض کردہ دائرہ اختیار کی حد کے مطابق نمٹائے گا۔ تاہم، بعض اوقات، ایسی کوئی مخصوص شق نہیں کی جاتی ہے، اور اس طرح کے قانون کی دفعات کی تعمیر کے سلسلے میں اٹھائے گئے سوالات کوڈ کی دفعہ 115 کے تحت اس کے عمومی نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے تحت ہائی کورٹ تک پہنچ جاتے ہیں۔ معاملوں کی اس کلاس میں، ہائی کورٹ کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کو مذکورہ دفعہ کے ذریعہ مقرر کردہ حدود کے مطابق استعمال کیا جانا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ ماتحت عدالتوں کو رہنمائی فراہم کرنے اور زیر بحث مخصوص قانون کی انتظامیہ میں الجھن سے بچنے کے لئے، اس طرح کے ایکٹ میں شامل آپریشنل دفعات کی تعمیر سے متعلق اہم سوالات کا حتمی فیصلہ ہائی کورٹ کے ذریعہ کیا جانا چاہئے۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے ہائی کورٹ کو اس بات کی جانچ کرنی چاہیے کہ کیا ماتحت عدالت کے فیصلے کے خلاف اس بنیاد پر کی گئی شکایت کہ اس نے قانون کی متعلقہ دفعات کا غلط مطلب نکالا ہے، دفعہ 115 کی دفعات کی طرف راغب ہوتی ہے۔ کیا قانونی شق کی مبینہ غلط تعمیر کا تعلق دائرہ اختیار کے غلط مفروضے، یا دائرہ اختیار کو استعمال کرنے میں غلطی سے ناکامی، یا غیر قانونی طور پر دائرہ اختیار کے استعمال یا ماتحت عدالت کی طرف سے مادی بے قاعدگی سے ہے؟ یہ کوڈ کی دفعہ 115 کے تحت طے شدہ شرط ہیں اور ہائی کورٹ کو اس کے تحت اپنے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے انہیں ذہن میں رکھنا ہوگا۔

اس سوال پر حال ہی میں منیندر رالینڈ اینڈ بلڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ، بمقابلہ بھوت ناتھ بنرجی و دیگراں ([1]) اور وورا عباس بھائی علی محمد بمقابلہ حاجی غلام نبی حاجی صفی بھائی ([2]) میں اس عدالت نے غور کیا ہے۔ ان دونوں فیصلوں کا اثر واضح طور پر یہ ہے کہ ماتحت عدالتوں کی جانب سے قانون کے ان سوالات کا فیصلہ کرنے میں کی جانے والی غلطیوں کے درمیان فرق کیا جانا چاہیے جن کا تعلق مذکورہ عدالت کے دائرہ اختیار کے سوالات سے ہے یا ان سے ان کا تعلق ہے اور قانون کی غلطیاں جن کا ایسا کوئی تعلق یا رابطہ نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس موقف کے حوالے سے کوئی عمومی اصول وضع کرنا ناپسندیدہ اور نامناسب ہے۔ اس پوزیشن کو درستگی کے ساتھ بیان کرنے یا اس سے مکمل طور پر نمٹنے کی کوشش غیر ضروری مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ یہ واضح ہے کہ عملی طور پر، ان معاملات کے درمیان فرق کرنا مشکل نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہو گا جہاں قانون کی غلطیاں متعلقہ عدالت کے دائرہ اختیار کو متاثر کرتی ہیں، یا ان سے تعلق رکھتی ہیں، اور جہاں ان کا ایسا تعلق نہیں ہے.

اس موقف کی روشنی میں مسٹر سنہا کے ذریعے اٹھائے گئے نکتے پر غور کرتے ہوئے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے دیوانی مقدمہ نمبری 102 سال 1932-33 میں منظور کردہ ڈگری کی غلط تشکیل کو درست کرنے کے دائرہ اختیار کو قبول کرنے میں غلطی کی تھی، ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں، موجودہ قرض موافقت کی کارروائی میں، فیصلے کے لئے اٹھنے والے نکات میں سے ایک یہ تھا کہ کیا مدعا علیہان نے اپنی درخواست دینے کے وقت رہن کا قرض برقرار رکھا تھا، اور ضلعی عدالت نے پایا تھا کہ جواب دہندگان کی واپسی کی برابری ختم ہو گئی ہے۔ یہ دریافت مذکورہ ڈگری کی تعمیر پر مبنی تھی۔ یہ دیکھنا مشکل ہے کہ ہائی کورٹ نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے تحت اس فیصلے کو رد کرنے کا کس طرح جواز پیش کیا۔ عنوان دستاویز کی تعمیر جیسے ڈگری کی تعمیر بلا شبہ قانون کا ایک نقطہ ہے۔اس کے باوجود، پی ڈی چوگولی بمقابلہ ایم ایچ جادھو (گجیندر گڈکر، چیف جسٹس) 109 کے استعمال کا جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کوڈ کی دفعہ 115 کے تحت ہائی کورٹ کا نظر ثانی کا دائرہ اختیار ہے کیونکہ اس کا عدالت کے دائرہ اختیار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیگر معاملات کی طرح جو قرضوں کے تصفیے کے سوال کا تعین کرنے میں متعلقہ اور مادی ہیں، قرض کی موجودگی کے بارے میں سوال ان عدالتوں کے تعین پر چھوڑ دیا گیا ہے جو ایکٹ کی دفعات کو چلانے کے مجاز ہیں۔ اور اگر اس طرح کے سوالات سے نمٹنے میں ٹرائل کورٹ یا ڈسٹرکٹ کورٹ قانون کی غلطی کا ارتکاب کرتی ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قانون کی اس طرح کی غلطی میں لازمی طور پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 115 کے معنی کے اندر مذکورہ عدالتوں کے دائرہ اختیار کا سوال شامل ہو گا۔ لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ اس مقدمہ کے حقائق کی بنیاد پر ہائی کورٹ نے ضلعی عدالت کے اس نتیجے میں مداخلت کرتے ہوئے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا کہ مذکورہ ڈگری نے مدعا علیہان کی رہائی کی برابری کو ختم کر دیا ہے۔

یہ نتیجہ موجودہ اپیل کو نمٹانے کے لیے کافی ہے، کیونکہ جس اہم بنیاد پر ہائی کورٹ نے مدعا علیہان کی قرض کے تصفیے کی درخواست کو مسترد کرنے کے عدالتی فیصلے کو رد کیا ہے، اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مذکورہ ڈگری نے مدعا علیہان میں موجود رقم کی واپسی کی برابری کو ختم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

نہیں کیا۔ در حقیقت اس فیصلے کے نتیجے میں ہائی کورٹ نے مندرجہ ذیل عدالتوں کے فیصلے کو بدل دیا کہ مدعاعلیہان کی درخواست کو وقت پر روک دیا گیا۔ اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہم اس نقطہ نظر کو اپنانا چاہتے ہیں کہ ہائی کورٹ نے ضلعی عدالت کے فیصلے کو رد کرنے میں اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا، ہم اس سوال پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ آیا ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ مذکورہ ڈگری ایک ابتدائی ڈگری تھی اور وہ شق جسے ختم کرنے کا ارادہ تھا۔ نجات کی مساوات غیر فعال اور غیر قانونی تھی اور اس نے ابتدائی ڈگری کے طور پر ڈگری کے بنیادی کردار کو متاثر نہیں کیا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اپیل منظور ہو جاتی ہے، ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور ڈسٹرکٹ کورٹ کا حکم بحال کر دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہو گا.

**اپیل کی اجازت ہے۔**

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document